"ذکرِ مولدِ رسول ﷺ" میں امام ابنِ کثیرؒ کا منہج واُسلوب

Imam Ibne Kathir's manner and style in writing biography "Zikar Mulad-e-Rsool"; his account of the birth of the Prophet(peace be upon him)

Aisha Zulfiqar
Assistant Professor Visiting (University of the Punjab)
Email: aisha7111980@gamil.com

ISSN (P):2708-6577
ISSN (E):2709-6157

Abstract
The way Islamic scholars and thinkers have ventured to pen down the various aspects of the life of Holy Prophet ﷺ is unprecedented in human history. The biographers have covered every aspect of the life of the Prophet ﷺ; his birth, lactation, upbringing, childhood and boyhood, youth, old age, invitation to accept Islam, jihad, patience, wars, slaves, agreements, prayers, fasting, zakat and all stages of Hajj have been recorded. The miracles and tidings related to the birth of Prophet Muhammad ﷺ mentioned in previous heavenly books, actually happened before the birth of Prophet Muhammad ﷺ.Covering all these topics has been the fundamental duty of the biographers of the past and the present time. Thus, in the article being reviewed, Ibn Kathir briefly described the Holy birth of the Prophet ﷺ and all the related matters, citing diverse and numerous sources and various hadiths and narrations from his own famous book "Al-Badaiya wal Nahayyyah". An in-depth study of this text makes it clear that after the writing of brief and detailed biographies of the Holy Prophet ﷺ, the author has incorporated in this short text all the hadiths, traditions, relics and news that came to his hands about the Holy birth of prophet Muhammad ﷺ. In the article under review, Imam Ibn Khatir's expression and style of biography writing as highlighted by the book "The Birth of the Prophet" will be examined. At the same time, the rules and principles will also be pointed out on which the hadiths and traditions of the birth of the Prophet ﷺ have been judged.
Keywords: *Ibn Kathir, Seerah e Rasool, birth of prophrt, Mulad e Rasool*

تعارفِ کتاب:

مسلمانوں نے سیرت سے متعلقہ ہر پہلو کو ضبطِ تحریر لانے کا جس طرح سے اہتمام کیا ہے انسانی تاریخ میں اس کی مثال نہیں ملتی۔ چنانچہ مسلمانوں نے آپ ﷺ کی زندگی کے ہر گوشہ کا بخوبی احاطہ کرتے ہوئے آپ ﷺ کی ولادت، رضاعت، پرورش، بچپن و لڑکپن، جوانی، بڑھاپا، دعوت، جہاد، صبر، غزوات، غلام، معاہدات، نماز، روزہ، زکوٰۃ اور حج سمیت تمام مراحل کو قلمبند کیا ہے۔ آپ ﷺ کی ولادت سے متعلق جو معجزات وبشارات سابقہ آسمانی کتب میں مذکور ہیں' ان تمام کا ظہور آپ ﷺ کی ولادت سے قبل رونما ہوا۔ ان تمام موضوعات کا احاطہ کرنا متقدمین اور متاخرین سیرت نگاروں کا اولین فریضہ رہا ہے۔ چنانچہ زیرِ نظر رسالہ میں ابنِ کثیرؒ نے مختصر انداز میں مولدِ رسول ﷺ، آپ ﷺ کی ولادت باسعادت اور اس سے متعلقہ تمام اُمور کو بیان کرتے ہوئے کتبِ سیرت اور اپنی کتاب "البدایۃ والنھایۃ" سے متفرق احادیث نقل کی ہیں۔

اس رسالہ کا قلمی نسخہ اولاً امریکا کی پرنسٹن یونیورسٹی کی لائبریری سے ڈاکٹر صلاح الدین المنجد کے ہاتھ لگا جو ۷۸۶ھ میں لکھا گیا تھا۔ اُنہوں نے ہی سب سے پہلے اس کی طباعت اپنے کتب خانہ دارالکتاب الجدید (بیروت) سے کی[1]۔ لیکن وہ طباعت منقولات کے اصل مصادر کی مراجعت، احادیث کی تخریج و توثیق، غریب الفاظ کی تشریح، مجہول اَعلام کی تفصیل اور فہارسِ عامہ سے عاری تھی۔ البتہ زیر دسترس نسخہ میں ابنِ کثیرؒ کی دیگر کتب کے محققین محمود الارناؤوط اور یاسین محمد السواس نے ۱۹۸۷ء میں تحقیق کرتے ہوئے اِس کی اصل مصادر سے مراجعت کی ہے، احادیث کی تخریج کے ساتھ ساتھ ان پر حکم بھی لگایا ہے، مشکل اور نامانوس الفاظ کی تشریح کی ہے، مجہول ناموں کے تراجم بیان کیے ہیں اور آخر میں فہارس بھی ترتیب دی ہیں۔

سببِ تالیف:

ابنِ کثیرؒ نے خود تو اس کتاب کا سببِ تالیف بیان نہیں کیا، البتہ صالح المنجد نے اس رسالہ کے ابتدائیہ میں لکھا ہے کہ مولد کے موضوع پر یہ رسالہ دمشق کی مظفری مسجد (جو آج کل صالحیہ میں جامعہ الحنابلہ کے نام سے جانی جاتی ہے) کے مؤذن شیخ عماد الدین ابو بکر بن حسن کی فرمائش پر تحریر کیا گیا۔ رسالہ ہٰذا کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ اُنہوں نے اپنی شہرۂ آفاق کتاب "البدایۃ والنھایۃ" کے بعد تحریر کیا۔ چنانچہ رسالہ ہٰذا کے مقدمہ میں امام ابنِ کثیرؒ رقمطراز ہیں: "فهذا ذكر شيء من ذكر الأحاديث والآثار المتعلقة بمولد رسول الله ﷺ المنقولة المقبولة عند الحفاظ المتقنين والأئمة الناقدين".[2]

رسول اللہ ﷺ کے مولد کے بارہ میں یہ کچھ احادیث و آثار کا بیان ہے جو متقن حفاظ اور ائمہ ناقدین سے منقول و مقبول ہیں۔

رسالہ ہٰذا کا عمیق مطالعہ واضح کرتا ہے کہ ان کو سیرتِ مختصرہ و سیرتِ مطولہ کی تحریر کے بعد مولد کے بارہ میں جو احادیث، روایات، آثار اور اَخبار ہاتھ لگیں وہ اُنہوں نے اس مختصر رسالہ میں جمع کر دی ہیں۔ یہ کہنے میں بھی کوئی حرج نہیں کہ ابنِ کثیرؒ نبی کریم ﷺ سے محبتِ والہانہ رکھتے تھے اور "سیرتِ النبی ﷺ" کا موضوع ان کا شغف اور محبوب مشغلہ تھا۔ چنانچہ انہوں نے اپنی عمر کے آخری حصہ میں بھی اس موضوع پر اپنے قلم کی روشنائی خشک نہیں ہونے دی۔

مضامین کا خلاصہ:

اس رسالہ کے پانچ عنوانات ہیں۔ کتاب کی مباحث کے آغاز سے پہلے انہوں نے سورۃ آل عمران کی آیاتِ مبارکہ بطورِ دلیل نقل کی ہیں، جن کا خلاصہ یہ ہے کہ آپ ﷺ کی ولادت باسعادت اور بعثت تمام مومنین کے لئے اللہ رب العزت کی جانب سے احسانِ عظیم ہے۔ جس نے باطل کے اندھیروں کو حق کے نور سے مٹایا اور روشن کیا۔ انہوں نے آپ ﷺ کے ظہور کو ربِ کائنات کا خاص کرم اور مہربانی تصور کرنے کے بعد اللہ پاک کی حمد و ثناء بیان کی ہے۔ اس کے بعد پہلی بحث کا آغاز ہوا ہے جو آپ ﷺ کے نسب کے بیان کے لئے خاص ہے۔ بعد ازاں وہ سیرتِ ابنِ ہشام کا حوالہ دیتے ہوئے آپ ﷺ کے جد امجد عبد المطلب کی عظمت اور شرافت بیان کرتے ہیں اور ان کے قبیلہ کو اولادِ اسماعیل کے تمام قبائل میں افضل اور محترم قرار دیتے ہیں۔ اس باب کی دیگر مباحث میں انہوں نے آپ ﷺ کے دادا کو خواب کے ذریعہ زم زم کے کنویں کی نشاندہی اور اس کی بازیافت، قربانی کی نذر اور بیٹوں میں قرعہ اندازی اور حضرت عبد اللہ کا قرعہ نکلنے پر قریش کے اصرار پر بطور فدیہ سو اُونٹوں کی قربانی کے واقعات مختصراً نقل کئے ہیں۔

"زواج عبدالله بآمنة وحمل آمنة به" کے عنوان میں انہوں نے نبی کریم ﷺ کے والد ماجد اور والدہ ماجدہ کے نکاح کا ذکر کرنے کے بعد آپ ﷺ کی ولادت سے متعلقہ روایات ابنِ ہشام، بیہقی، مستدرکِ حاکم اور مسندِ احمد کی کتابوں سے نقل کی

ہیں۔ یہ روایات دورانِ حمل حضرت آمنہ کے خواب، آپ ﷺ کی پیدائش پر نور کے اخراج کے ساتھ شام کے محلات کا روشن ہونا، دیگر کتبِ سماویہ میں آپ ﷺ کی بشارات اور حضرت آدم کی تخلیق سے قبل بھی آپ ﷺ کے نبی ہونے کے ذکر پر مشتمل ہیں۔

"صفۃ مولدہ" کی مباحث میں آپ ﷺ کی پیدائش کا سال اور دن، آپ ﷺ کی ولادت پر مختلف انوار و تجلیات کا ظہور، کسریٰ کے محلات کے کنگروں کا گرنا، فارس کے آتش کدہ کا بجھ جانا، کاہن سطیح کا آپ ﷺ کی آمد، بعثت اور دیگر عرب ممالک پر حکمرانی و کامیابی کے بارہ میں آگاہ کرنا، آپ ﷺ کے نور کا حضرت آدم علیہ السلام سے منتقل ہوتے ہوئے حضرت عبد اللہ تک آنا اور آپ ﷺ کی والدہ کے شکم میں منتقل ہونا، آپ ﷺ کا مختون وناف بریدہ پیدا ہونا، آپ ﷺ کے عقیقہ اور اسماءِ مبارک کا تذکرہ شامل ہے۔ اس ضمن میں روایات و احادیث دیگر کتبِ حدیث خصوصاً صحاح وسیرت کی کتب سے نقل کی گئی ہیں۔ آپ ﷺ کے اسم مبارک "محمد" پر علماء کا ایک قول نقل کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے عبد المطلب کو الہام فرمایا تھا کہ وہ آپ کا نام "محمد" رکھیں، کیونکہ یہ لفظ تمام قابلِ تعریف صفتوں کا جامع ہے، تاکہ آپ کا نام نامی، آپ کی صفاتِ گرامی اور اخلاقِ سامی کے عین مطابق ہو۔[3]

"ذکر رضاعہ" کے بیان میں آپ ﷺ کی پیدائش کے فوراً بعد ابو لہب کی باندی ثویبہ کا آپ ﷺ کی ولادت کی خبر ان کو دینے کے عوض آزادی ملنا اور اس خوشی میں ثویبہ کا آپ ﷺ کو سب سے پہلے دودھ پلانا، جس کے باعث ابو لہب کے عذاب میں تخفیف ہونا، آپ ﷺ کی رضاعی والدہ حضرت حلیمہ سعدیہ اور ان کے ہاں غیر معمولی واقعات کا پیش آنا، جس میں شقِ صدر کا قابلِ ذکر واقعہ، آپ ﷺ کی موجودگی سے ان کے گھر میں خیر وبرکت اور بنو سعد قبیلہ کا غزوۂ حنین میں آپ ﷺ کی رضاعت کے سبب احسان اور حسنِ سلوک کی گزارش کرنے پر آپ ﷺ کا ان کا مال لوٹانے سے متعلقہ واقعات کا تذکرہ بخاری، مسلم، سہیلی اور سیرتِ ابنِ ہشام کی روایات کی مدد سے کیا گیا ہے اور آخر میں اشعار پر اس بحث کو سمیٹا ہے۔ ابو لہب کی باندی ثویبہ سے رضاعت والی ایک روایت صحیحین سے نقل کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا "مجھے اور ابو سلمہ کو ثویبہ نے دودھ پلایا ہے، لہٰذا مجھ پر اپنی لڑکیوں اور بہنوں کو (نکاح کے لئے) پیش نہ کرو"۔[4]

"ذكر صفاته وشمائله الظاهرة وأخلاقه الطاهرة" کا عنوان آپ ﷺ کی صفات، شمائل اور اخلاقِ حسنہ کے ذکر کے لئے خاص ہے۔ اس میں آپ ﷺ کے حلیہ مبارک کو تفصیلاً بیان کیا گیا ہے، جس میں آپ ﷺ کی جسمانی ہیئت اور رنگ و روپ، بال مبارک، مہرِ نبوت کا تذکرہ بھی شامل ہے۔ مزید انہوں نے حضرت ابو ہریرہ کے حوالہ سے ایک روایت یوں نقل کی ہے "إنا كنا لنجهد أنفسنا ورسول الله ﷺ غير مكترث".[5] یعنی صحابۂ کرامؓ کہتے ہیں کہ (مہم جوئی کے دوران) ہم تکان سے چور ہو جاتے تھے لیکن رسول اللہ ﷺ کو پرواہ ہی نہیں ہوتی تھی۔

آپ ﷺ کے لباس، آپ ﷺ کی شجاعت، آپ ﷺ کا اخلاقِ عظیم جیسے صدق، امانت، صلہ رحمی، عفو ودر گذر، پاکیزگی، کرم، شجاعت، شب بیداری، ہر حال اور ہر وقت اللہ کی اطاعت اور فرمانبرداری، وسیع علم، فصاحت، بلاغت، مکمل خیر خواہی، محبت، ہر ایک کے ساتھ احسان و شفقت، ضرورت مند اور فقراء کی حاجت روائی اور آپ ﷺ کا بطور حسب ونسب عظیم ترین اور اعلیٰ درجہ پر فائز ہونے 'وغیرہ کا بیان بھی اس فصل کا حصہ ہے۔

رسالہ کا اختتام نبی ﷺ کی مدح وستائش میں بیان کئے گئے اُن اشعار پر کرتے ہیں جو آپ ﷺ کے عم محترم ابو طالب اور حضرت عباس بن عبد المطلب نے منظوم کیے تھے۔

ذکرِ مولدرسول ﷺ کے مصادر وماخذ:

i۔ کتبِ حدیث:

ابنِ کثیرؒ نے اس رسالہ میں جن کتبِ حدیث سے استفادہ کیا ہے ان میں صحیح بخاری، صحیح مسلم، مسندِ احمد، مستدرکِ حاکم اور جامع ترمذی شامل ہیں۔

ii۔ کتبِ دلائل:

اُنہوں نے بیہقیؒ کی کتاب "دلائل النبوۃ" کا حوالہ دیتے ہوئے اس رسالہ میں ان سے روایات نقل کی ہیں۔

ii۔ کتبِ سیرت:

مؤلف نے علم السیرۃ میں ابنِ اسحاقؒ پر اعتماد کرتے ہوئے ان کے اقوال اور روایات کو اس رسالہ میں نقل کیا ہے۔ اس کے علاوہ امام سہیلیؒ(روض الانف)، ابو الحسن الزکریا القزوینیؒ(اوجز السیر لخیر البشر) اور ابنِ ہشامؒ(سیرۃ النبویۃ) کی کتبِ سیرۃ کی روایات سے بھی اس رسالہ کو مزین کیا ہے۔

ذکر مولدِ الرسول ﷺ ورضاعہ میں امام ابنِ کثیرؒ کا منہج واسلوب:

i۔ قرآنی آیات کا حوالہ:

ابنِ کثیرؒ کی شخصیت مفسر اور سیرت نگار کا حسین امتزاج تھی۔ چنانچہ وہ اپنی بات کی مضبوطی وتقویت کی خاطر قرآنی آیات کا حوالہ بھی دیتے ہیں۔ اُنہوں نے رسالہ کا آغاز ہی سورۃ آلِ عمران کی آیت ﴿لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ .... ﴾.[6] کا حوالہ دیتے ہوئے کیا ہے۔ اس کے علاوہ آپ ﷺ کے شمائل وخصائل بیان کرتے ہوئے اُنہوں نے پہلے حضرت عائشہؓ کی ایک روایت نقل کی ہے کہ آپ ﷺ کے اَخلاقِ کریمہ "قرآن کریم" ہی تھے اور پھر سورۃ القلم کی ابتدائی آیات کا حوالہ دیا ہے۔

ii۔ اَسناد کا التزام:

امام ابنِ کثیرؒ نے اپنی دیگر کتبِ سیرت کی طرح اس رسالہ میں بھی محدثانہ اُسلوب اپناتے ہوئے احادیث وروایات کے بیان میں اَسناد کا التزام کیا ہے۔ چنانچہ اُنہوں نے آپ ﷺ کی بشارتوں سے متعلق بات کرتے ہوئے ایک روایت یوں نقل کی: "حدثني ثور بن يزيد عن خالد بن معدان عن أصحاب رسول الله ﷺ أنهم قالوا: يارسول الله! أخبرنا عن نفسك، قال: دعوة أبي إبراهيم، وبشرى عيسى، و رأت أمي حين حملت بي كأنه خرج منها نور أضاءت له بصرى من أرض الشام".[7]

یعنی یہاں روایت کے تمام راوی مذکور ہیں۔ البتہ اُنہوں نے اس رسالہ کے مختصر ہونے کی وجہ سے اکثر مقامات پہ التزام نظر انداز کرتے ہوئے آخری راوی یا صحابی کے نام پر بھی اکتفا کیا ہے۔ چنانچہ انہوں نے مولد کے بیان میں پہلی روایت یوں نقل کی ہے: "وثبت في صحيح مسلم عن أبي قتادة الأنصاري قال: سئل رسول الله ﷺ عن صوم يوم الإثنين، فقال: ذلك يوم ولدتُ و أنزِل عليّ فيه".[8] یہاں اُنہوں نے صرف آخری راوی "ابو قتادہ انصاریؓ" کا نام ذکر کرنے پر ہی اکتفاء کیا ہے۔

iii۔ احادیث کی تخریج:

امام ابنِ کثیرؒ نے اس رسالہ میں بعض مقامات پر احادیث کی تخریج کرتے ہوئے ان کا حوالہ بھی دیا ہے۔ چنانچہ مولد کے بیان میں قیصر وکسریٰ کے ہلاک ہونے اور اسلام کے غالب ہونے والی روایت کو ذکر کرنے کے بعد وہ فرماتے ہیں "أخرجاه في الصحيحين".[9]

اسی طرح نبی کریم ﷺ کے ناموں والی روایات کو ذکر کرنے سے قبل یوں کہا:"وثبت في الصحيحين من حديث الزهري عن محمّد بن جبير بن مطعم عن أبيه، قال: سمعت رسول الله ﷺ------"۔[10] یعنی اس مقام پر اُنہوں نے روایت ذکر کرنے سے پہلے ہی اس کا حوالہ دے دیاہے کہ یہ روایت صحیحین میں مذکور ہے۔

iv۔ مصادر و مراجع کا تذکرہ:

امام ابنِ کثیرؒ نے اپنے اس رسالہ میں روایات واقوال نقل کرتے ہوئے رسالہ ہذا کے مصادر و مراجع کا تذکرہ بھی کیاہے۔ چنانچہ وہ جابجا"قال محمّد بن اسحاق" یا "روى البيهقى" یا "روى الحاكم" وغیرہ کہتے ہوئے نظر آتے ہیں۔اسی طرح بعض مقامات پر کتب کا نام بھی ذکر کردیتے ہیں۔ چنانچہ ابوامامہ باہلیؓ اور عرباض بن ساریہؓ کی روایات نقل کرنے کے بعد اُنہوں نے یوں کہا"رواهما الإمام أحمد بن حنبل في "مسنده" والحافظ البيهقي في كتابه "دلائل النبوة".[11]

v۔ احادیث کے مطالب بیان کرنا:

چونکہ امام ابنِ کثیرؒ نے یہ رسالہ عام فہم انداز میں اور عوام الناس کے لیے لکھاہے، اس لیے وہ اکثر مقامات پر روایات کی تشریح اور اس کے مطالب بیان کرنے کے علاوہ اس ضمن میں علماء کے اقوال بھی نقل کرتے ہیں۔ چنانچہ قیصر و کسریٰ کی ہلاکت والی روایت کو ذکر کرنے کے بعد اس کا مطلب یوں بیان کرتے ہیں:"والمقصود الآن: أن ليلة مولد رسول الله ﷺ كانت ليلة شريفة، عظيمة، مباركة، سعيدة على المومنين------ فولدته فى هذه الليلة الشريفة المنيفة، فظهر له من الأنوار الحسية والمعنوية ما بهر العقول والأبصار، كما شهدت بذلك الأحاديث والأخبار عند العلماء الأخيار".[12] اسی طرح انہوں نے حضرت عائشہؓ سے آپ ﷺ کے اَخلاق والی روایت نقل کرنے کے بعد "ومعنى ذلك عند كثير من العلماء أنه مهما أمره به القرآن فعله، وما نهاه عن شيء تركه، وما رغب فيه بادر إليه، وما زجر عنه كان أبعد الناس منه".[13] کہہ کر اس کی تشریح کی ہے۔

vi۔ اَشعار واَبیات سے تزئینِ کلام:

اگرچہ امام ابنِ کثیرؒ کو ادبِ عربی سے اتنا شغف نہیں تھا اور نہ ہی ان کا شمار کبار اُدباء میں ہوتاہے۔ مگر وہ بوقت ضرورت، کلام کی خوبصورتی اور حسنِ بیان کے لیے اشعار وابیات بھی ذکر کرتے ہیں، تاکہ قارئین تحریر سے لطف اندوز ہو سکیں۔ چنانچہ انہوں نے ولادت کے بیان میں جب حضرت آمنہ کے خواب کا بیان آیا تو ان کی ہم جولیوں کے یہ اشعار بھی نقل کیے ہیں کہ جب آپ ﷺ کی ولادت باسعادت ہوئی تو انہوں نے یہ اَشعار پڑھے جو سیرتِ ابنِ ہشام سے نقل کئے گئے ہیں:

أعيذه بالواحد　　　من شر كل حاسد

فى كل بر عاهد　　　وكل عبد رائد

يرود غير رائد[14]

اسی طرح آپ ﷺ کے نام مبارک "محمد" میں آپ ﷺ کے چچا ابوطالب کا یہ شعر بھی نقل کیاہے:

و شق له من اسمه ليجله　　　فذو العرش محمود وهذا محمّد[15]

اور پھر کتاب کا اختتام بھی اشعار پر ہی کیاہے۔

6۔ذکرِ مولد الرسول کا تنقیدی جائزہ:

i۔غیر متعلقہ مباحث کا تذکرہ:

یہ رسالہ اگرچہ نہایت اختصار و جامعیت کا حامل ہے، مگر اس میں غیر متعلقہ مباحث کا تذکرہ بھی موجود ہے۔ رسالہ کے آغاز میں مؤلف خود لکھتے ہیں:"فهذا ذكر شيء من ذكر الأحاديث والآثار المتعلقة بمولد رسول الله ﷺ المنقولة المقبولة عند الحفاظ المتقنين والأئمة الناقدين".[16] معلوم ہوا کہ یہ رسالہ مولدِ رسول ﷺ سے متعلق ہے، یا زیادہ سے زیادہ یہ کہا جا سکتا ہے کہ مولد کے بیان میں رضاعت کا تذکرہ بھی اس لیے کر دیا گیا کہ دونوں ایک ہی نوعیت کے معاملات ہونے اور ایک ہی زمانے سے تعلق رکھنے کے علاوہ ایک دوسرے کے لیے لازم و ملزوم بھی ہیں۔ مگر انہوں نے رسالہ کی آخری سرخی "ذكر صفاته وشمائله الظاهرة و أخلاقه الطاهرة - ﷺ -"[17] باندھی۔ تو سوال یہ ہے کہ مولد و رضاعت کی بحث میں شمائل و اخلاق کا تذکرہ چہ معنی دارد؟

ii۔محدثانہ اُسلوب سے صرفِ نظر:

امام ابنِ کثیرؒ نے ایک محدث ہونے ناتے اپنی دیگر کتب میں محدثانہ اسلوب اپناتے ہوئے روایات کی تنقیح و تہذیب کی ہے مگر اس رسالہ میں ناقدین کے ہاں "محلِ نظر" روایات ذکر کر کے اپنے محدثانہ اسلوب سے صرفِ نظر اختیار کیا ہے اور غیر مستند روایات کا سہارا لیا۔ مثلاً اُنہوں نے بیہقیؒ اور حاکمؒ سے ایک مرفوع روایت نقل کی ہے کہ آدم علیہ السلام نے کہا اے رب! میں تجھ سے محمد کے واسطہ سے سوال کرتا ہوں کہ تو مجھے معاف کر دے، اللہ تعالیٰ نے کہا اے آدم تجھے محمد کا کیسے پتہ؟ حالانکہ میں نے تو ابھی محمد کو پیدا بھی نہیں کیا[18]....... اس روایت کے بارہ میں بیہقی نے خود کہا ہے یہ روایت صرف عبدالرحمن بن زید بن اسلم نامی راوی سے منقول ہے اور وہ ضعیف ہیں اور امام ذہبیؒ نے مستدرک کے حاشیہ میں لکھا ہے کہ یہ روایت موضوع ہے۔[19] اسی طرح امام ذہبیؒ نے میزان الاعتدال میں بھی اسے خبرِ باطل قرار دیا ہے۔[20] ابنِ کثیرؒ نے خود "البدایہ والنہایہ" میں اس روایت کے بارہ میں یوں کہا ہے "قال البيهقي: تفرد به عبد الرحمن بن زيد بن أسلم من هذا الوجه، وهو ضعيف".[21]

الغرض! اس رسالہ کی دو باتیں نمایاں ہیں۔ پہلی بات یہ کہ یہ رسالہ اختصار و جامعیت کا حامل ہے جو اکتاہٹ کا باعث نہیں ہے اور دوسری بات یہ کہ یہ رسالہ ایسے متبحر و ثقہ عالم کی تحریر ہے جو علم کا بحر بیکراں ہے اور یہ بات اس رسالہ کے ثقہ و مستند ہونے کے لیے کافی ہے۔ یہ بات ذہن میں رہے کہ اس میں موجود مذکورہ بالا معمولی سقم اس رسالہ کی علمی افادیت اور مقام کو متاثر نہیں کر سکتا۔

This work is licensed under a Creative Commons Attribution 4.0 International License

حوالہ جات

[1]- ابن کثیر، إسماعیل بن عمر، مقدمۃ ذکر مولد رسول اللہ ورضاعہ، تحقیق: محمود الأرناؤط؛ یاسین محمد السواس، ص:۵، بدون تاریخ

Ibn Kathīr, Ismāʿīl ibn ʿUmar, Muqaddimah Dhikr Mawlid Rasūl Allāh wa Ruddāʿuhu, Tahqīq: Maḥmūd al-Arnāwūṭ; Yāsīn Muḥammad al-Swās, p: 5, Bidoon Tārikh.

[2]- أیضاً، ص:۱۳-۱۴ — Ibid, P. 13-14

[3]- ابن کثیر، ذکر مولد رسول اللہ ورضاعہ، ص:۲۶ — Ibn Kathīr, Dhikr Mawlid Rasūl Allāh wa Ruddāʿuhu, p: 26

[4]- أیضاً، ص:۲۹ — Ibid, P.29

[5]- أيضاً، ص:٣٨

Ibid, P.38

[6]- أيضاً، ص:١٣

Ibid, P.13

[7]- أيضاً، ص:١٧

Ibid, P.17

[8]- أيضاً، ص:٢٠-٢١

Ibid, P. 20-21

[9]- أيضاً، ص:٢٤

Ibid, P. 24

[10]- أيضاً، ص:٢٦

Ibid, P. 26

[11]- أيضاً، ص:١٩

Ibid, P. 19

[12]- أيضاً، ص:٢٤-٢٥

Ibid, P. 24-25

[13]- أيضاً، ص:٤٠

Ibid, P. 40

[14]- أيضاً، ص:١٦

Ibid, P. 16

[15]- أيضاً، ص:٢٦

Ibid, P. 26

[16]- أيضاً، ص:١٣-١٤ Ibid, P. 13-14

[17]- أيضاً، ص:٣٧ Ibid, P. 37

[18]- أيضاً، ص:١٩ Ibid, P. 19

[19]-الحاكم، المستدرک علی الصحیحین، دار الکتب العلمیة، بیروت، 1411ھ، ج:٢، ص:٦٧٣

Al-Ḥākim, Al-Mustadrak ʿalā al-Ṣaḥīḥayn, Dār al-Kutub al-ʿIlmīyah, Bayrūt, 1411h, Vol: 2, P: 673

[20]- الذهبي، شمس الدين أبو عبد الله قايماز، ميزان الاعتدال في نقد الرجال، الطبعة الأولى، دار المعرفة للطباعة والنشر، بيروت، ج:٢، ص:٥٠٤

Al-Dhahabī, Shams al-Dīn Abū ʿAbd Allāh Qāyimāz, Mīzān al-Iʿtibāl fī Naqd al-Rijāl, Dār al-Maʿrifah lil-Ṭibāʿah wa al-Nashr, Bayrūt, Vol: 2, P: 504.

[21]- ابن كثير، إسماعيل بن عمر، البداية والنهاية، الطبعة الأولى، دار إحياء التراث، العربي، ١٤٠٨ھ، ج:٢، ص:٣٩٣

Ibn Kathīr, Ismāʿīl ibn ʿUmar, Al-Bidāyah wa al-Nihāyah, Dār Iḥyāʾ al-Turāth, Al-ʿArabī, 1408h, Vol: 2, P: 393.